نو آزاد وسطی ایشیا کے ماحولیاتی مسائل

(سابق سوویت) وسطی ایشیا قدرتی اور معدنی وسائل سے مالامال خطہ ہے اور ایک حد تک اس کی یہی معدنی اور قدرتی ثروت ہے جو زارانِ روس کے لیے ہمیشہ باعث کشش رہی۔ ۱۹۱۳ء میں جب انکشاف ہوا کہ اس خطے میں "ریڈیم کچ دھات" کے ذخائر ہیں تو اس کے چند سال بعد مسلم وسطِ ایشیا ماسکو کے زیرِ نگین آ گیا۔ قدرتی اور معدنی وسائل ہی نے من جملہ دوسرے اسباب کے اہل روس کو ۱۸۶۸ء میں بخارا پر قابض ہونے پر آمادہ کیا تھا۔ البتہ اُس وقت تابکار کچ دھات کی جگہ سونے کی کشش تھی جو مبیّنہ طور پر بخارا اور سمرقند کے پہاڑی سلسلے میں موجود ہے۔

سوویت عہد میں مسلم وسطی ایشیا کے قدرتی اور معدنی وسائل کو "یونین" کے مفاد کے لیے بھرپور طور پر استعمال کیا گیا مگر اس خطّے سے غربت کی چھاپ کبھی دور نہ ہو سکی۔ قازقستان میں، جو سابق سوویت یونین کے تقریباً ۱۲ فیصد رقبے پر محیط ہے مگر آبادی نسبتاً کم ہے، آبادی کی کمی کے پیشِ نظر یہاں ایسے علاقے تلاش کر لیے گئے جنھیں یونین کی بہت سی اہم صنعتوں کی ناپسندیدہ Waste کے دفنانے کے لیے مختص کر دیا گیا۔ اس پر مستزاد سیمی پلیٹنک (Semi Platinck) کا علاقہ نیوکلیائی ہتھیاروں کے تجربوں کے لیے مخصوص تھا۔

۱۹۱۸ء میں وسطی ایشیا میں ازبکستان اور اس کے ساتھ ترکمنستان اور تاجکستان کی لاکھوں ایکڑ زرخیز زمین کو منصوبہ بندی کے نام پر کپاس کے لیے مخصوص کر دیا گیا۔ ایک طرف اس سے یہ مقصد حاصل ہوا کہ اس خطّے کے عوام غلّے کی ضروریات کے لیے ماسکو کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئے، دوسری طرف سوویت یونین کے حکمرانوں کو "سفید سونا" ہاتھ آ گیا اور نہ صرف اس سے ملکی ضروریات پوری ہوئیں بلکہ دنیا کی منڈی میں اُن کا مقام بنا اور بیس سال کے عرصے میں سوویت یونین کپاس برآمد کرنے والے ممالک کی صف میں شامل ہو گیا، مگر یہ سب کچھ ماحول کی تباہی کی قیمت پر حاصل ہوا۔

کپاس کی فصل کے لیے آمو دریا اور سیر دریا کے پانی پر انحصار کیا گیا جو اس سے پہلے سیکڑوں میل کا فاصلہ طے کرتے اور اپنی گزر گاہوں کے کناروں پر آباد لاکھوں افراد کو زندگی کا سامان مہیا کرتے ہوئے بحیرۂ ارال میں آ کر گرتے تھے۔ بحیرۂ ارال وسطی ایشیا ہی نہیں پورے براعظم ایشیا میں خشکی

سے گھرا ہوا دوسرا بڑا ذخیرۂ آب ہے جو ازبکستان کے کراکالپک خود مختار علاقے اور قازقستان کے ریگستانی خطوں کے درمیان واقع ہے۔ بحیرۂ ارال کا جو پانی بخارات بن کر اڑتا رہتا تھا، آمو دریا اور سیر دریا سے مسلسل پورا ہوتا رہتا تھا اور بحیرۂ ارال علاقے کے ہزاروں افراد کو روزگار مہیا کرنے کے ساتھ آب و ہوا کو معتدل رکھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا تھا۔ بحیرۂ ارال کے کنارے پر واقع ایک شہر میوئی نیک (Muynack) جس سے سمندر اب بیس میل دور ہو گیا ہے، کبھی ماہی گیری کا بڑا مرکز تھا۔ دس ہزار سے زائد ماہی گیر یہاں مچھلیاں پکڑتے دکھائی دیتے تھے، اور بحیرۂ ارال میں ۲۴ مختلف اقسام کی مچھلی ملتی تھی۔ میوئی نیک کا شہر سوویت یونین کی مچھلی کی کل پیداوار کا تقریباً تین چار فیصد مہیا کرتا تھا۔

گزشتہ ستر سال میں آمو دریا اور سیر دریا کا پانی کپاس کی کامیاب فصل کے لیے استعمال ہوتا رہا اور بحیرۂ ارال کی پیاس بڑھتی گئی چنانچہ وقت کے ساتھ ساتھ بحیرۂ ارال نے سکڑنا شروع کر دیا۔ وہ جگہ جہاں پانی موجیں مارتا تھا اور اس میں زندگی انگڑائیاں لیتی تھی، ریگستان میں تبدیل ہونے لگی اور اس کی نمکین ہوا نے اڑ اڑ کر نہ صرف لوگوں کے گلے اور ناک کو نمک سے بھرنا شروع کیا بلکہ سینکڑوں افراد کی موت کا سبب بننے لگی۔ ۲۶ ہزار مربع میل پر پھیلا ہوا یہ ذخیرہ آب تیزی سے سکڑ رہا ہے۔ ۱۹۶۰ء سے اب تک تیس بتیس سالوں میں اس کا گیارہ ہزار مربع میل رقبہ کم ہو گیا ہے۔

بحیرۂ ارال کے بتدریج خاتمے (Slow death) کے بارے میں مقامی لوگ تو روزِ اوّل سے پریشان تھے مگر مرکزیت زدہ آمرانہ نظامِ سیاست میں، جس میں عام آدمی کی سوچ کی نسبت بلند تر مقاصد کے نام پر چند افراد فیصلے کرتے ہیں، بحیرۂ ارال کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر توجہ نہ دی جا سکی۔ بیرونی دنیا اس المیے سے اُسی طرح بے خبر رہی جس طرح اسے بہت سے دوسرے معاملات میں آہنی پردے کے پیچھے ہونے والے واقعات کی کوئی اطلاع نہ تھی۔

میخائل گورباچوف کے تصور کشادگی (Glasnost) سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ازبکستان اور قازقستان کے لوگوں نے جب ماحول کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر احتجاج شروع کیا اور اس کی بھنک سوویت یونین کی سرحدوں سے باہر بھی کچھ کانوں میں پڑی تو ماحولیات کے سلسلے میں اقدامات کیے گئے۔ ان اقدامات میں سے ایک ازبکستان کے سپر فاسفیٹ پلانٹ کی بندش تھی۔ اگست ۱۹۹۱ء کی ناکام بغاوت کے بعد اہلِ قازقستان اپنے ہاں نیوکلیائی ہتھیاروں کے تجربات پر پابندی لگوانے میں کامیاب ہوئے۔ (گو اس میں بین الاقوامی معاہدات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا) ان اقدامات کے ساتھ بحیرۂ ارال کو دوبارہ بحال کرنے کے پروگرام بنے۔ مگر تیس برسوں میں سکڑنے والا سمندر چند دنوں میں تو نہیں بھر سکتا۔ اس کے لیے طویل منصوبہ بندی کی ضرورت ہے اور اگر حالات کو جوں کا توں رہنے دیا گیا تو اس امر کا خطرہ ہے کہ بحیرۂ ارال دنیا کے نقشے سے غائب ہو جائے گا۔

کپاس کی کامیاب فصل کے لیے پانی کے بے پناہ استعمال کے ساتھ کرم کش ادویہ کا بے دریغ استعمال کیا گیا اور ایسی کرم کش ادویہ استعمال کی جاتی رہیں جو اپنے بے پناہ مضر اثرات کے تحت بہت سے ملکوں میں ممنوع قرار دی جا چکی ہیں۔ بحیرۂ ارال سے اڑنے والے نمک، زہر آلود پانی اور موسمی تبدیلیوں نے علاقے کے عوام کے لیے صحت کے بے پناہ مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ گلے، آنکھوں اور تنفس کی بیماریاں عام ہیں اور شمال مغربی ازبکستان میں بچوں کی شرح اموات وسطی ایشیا میں سب سے زیادہ ہے۔

کیا بحیرۂ ارال کبھی دوبارہ پہلی حالت میں آسکے گا؟ اس کا جواب بہت مشکل ہے۔ آج ماضی کی مرکزیت زدہ معیشت کے نتیجے میں لاکھوں افراد کپاس کی فصل سے متعلق ہیں، اور انہیں روزگار حاصل ہے۔ کپاس سے دوسری فصلوں کی جانب منتقلی اور پانی کو بحیرۂ ارال تک جانے دینے کے لیے جو فیصلے کیے جائیں گے وہ بہت آسان بھی نہیں ہیں۔